

# غزہ پر اسرائیلی جارحیت اور امریکی سرپرستی

منصور جعفر

۱۵ اگست ۲۰۲۲ء فلسطینیوں کے لیے سخت آزمایش کا دن تھا کہ اس روز ان پر اسرائیلی آتش و آہن کی بارش ہوئی۔ جس طرح ایسی آزمایشوں میں فلسطینی بھائی پہلے کامیاب ہوئے، اسی طرح اب بھی اللہ نے ان کے جذبہ آزادی کی لاج رکھ لی۔  
دوسری آزمایش یہ تھی کہ دُنیا بھر میں پھیلی براداران اس مشکل اور آزمایش کی گھٹڑی میں کس کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں؟

تیسرا آزمایش بین الاقوامی سطح پر انسانی آزادیوں، حقوق اور بین الاقوامی قراردادوں، بین الاقوامی معاهدات، اقوام متحده کی طرف شدہ پالیسیوں اور بلندو بالا عالمی اداروں اور ایوانوں کے دعووں اور وعدوں کی بھی تھی۔ آزمایا یہ جانا تھا کہ عالمی ادارے اسرائیل کی اس نسل کشی اور فلسطین دشمنی کو اس بار بھی نظر انداز کر جاتے ہیں یا وہ اپنے ضمیر کی آواز پر جاگتے ہیں۔

فلسطینی عوام تو اپنے محاڈ پر سرخو ہوئے کہ وہ ڈٹے رہے، کھڑے رہے۔ لیکن دوسری دو آزمایشوں کا فیصلہ تاریخ کے حوالے کرتے ہیں کہ تاریخ انھیں سرخو قرار دیتی ہے یا سیاہ روشنیت کرتی ہے۔ اسرائیل کی طرف سے غزہ پر مسلط کردہ تین روزہ جنگی جارحیت بظاہر متعھ سے شروع ہو کر اتوار کی شب ساڑھے آٹھ بجے ختم ہوئی۔ مصر کی مدد سے ہونے والی اس جنگ بندی کے فوراً بعد اسرائیلی فوج نے اعلان کیا ہے کہ ”تم غزہ پر زیادہ وسیع اهداف کو سامنے رکھ کر پھر حملہ کریں گے۔“

گویا فلسطینیوں کو موت اور خون کے اس دریا کے پار ایک اور دریا کا سامنا ایک بار پھر کرنا ہو گا۔ سہ روزہ اسرائیلی جنگی جارحیت کے دوران چھ کم سن فلسطینی بیجوں، بیجوں اور کئی خواتین سمیت مجموعی طور پر ۳۶ فلسطینیوں کو شہید کیا گیا۔ اس کے علاوہ ۱۵۰۰ گھروں کو جزوی نقصان

پہنچایا گیا ہے۔ دودھجن کے قریب گھر مکمل تباہ ہوئے اور اے کو ایسا نقصان پہنچا کہ اب رہا شکنے کے قابل نہیں رہے۔ تقریباً دودھجن دیگر کئی منزلہ عمارت بھی تباہ ہوئی ہیں۔

بجلی و پانی کا نظام متاثر اور ادوات کی فراہمی معطل ہونے سے ہسپتاں میں علاج معالجہ جاری رکھنا مشکل ہو گیا۔ گویا خیلی فلسطینیوں کے زخمیوں پر جس طرح سفارتی اور انسانی حوالے سے مرہم رکھنے کی کوشش کرنے کے لیے میدان میں کوئی موجود نہ تھا، اسی طرح ہسپتال کے معالجین بھی نظام کے تعطل کی وجہ سے اس پوزیشن میں نہ رہے۔ یہ سب تو غزہ اور اہل فلسطین کے لیے ایک معمول کے درجے میں پہنچ چکا ہے۔ ان کے انزوں، گرفتاریاں، شہادتیں اور گھروں کی مسماڑی معروف معنوں میں دُنیا کے لیے کوئی خبر نہیں بلکہ معمول کا ایک کام ہے۔

اس بار اسرائیل نے برطانیہ کی مدد سے تیار کردہ ڈرون طیاروں کا استعمال فلسطینیوں کے گھروں کو نشانہ بنانے کے لیے بھرپور طریقے سے کیا۔ وہی ڈرون جن کے پروازوں کی فیکٹری پر برطانیہ میں فلسطینی احتجاج کرچکے ہیں کہ یہ پرزاے اسرائیل کو ملنے سے فلسطینیوں کی ناحق جانیں لینے کا باعث بنتے ہیں۔ احتجاج اپنی جگہ اور برطانوی کاشتہ صیہونی راج اپنی جگہ۔ جب امریکی صدر جو بائیڈن خود کو 'صیہونی' کہہ کر اسرائیل میں اپنا تعارف کرا رہے ہوں تو پھر اسرائیل کو فلسطینیوں کی جانوں سے کھینچنے کے لیے ڈرون اسی صیہونی سوچ کے تحت دیے جانے میں کوئی کیونکر رکاوٹ پیدا کر سکے گا۔

غزہ میں اس بار اسرائیل نے اپنے حملہ کا بطور خاص ہدف 'اسلامی جہاؤ' کے نام سے سرگرم گروپ کو بنایا، اور یہ گھری سوچی سمجھی حکمت عملی کا نتیجہ تھا۔

امریکی صدر جو بائیڈن کے پیچھے ماہ جولائی میں مشرق وسطیٰ کے دورے پر آنے سے تقریباً تین چار ہفتے پہلے ڈیکریٹس اور ری پبلکن ارکان کا گنگریں نے ایک مشترکہ بل کا گنگریں میں پیش کیا تھا۔ اس بل میں اسرائیل اور مشرق وسطیٰ کے عرب ممالک کو فضائی دفاع کو اجتماعی چھتری کے نیچے لانے کی تجویز تھی۔ اجتماعی دفاعی چھتری کے دو مقاصد بیان کیے گئے۔ ایک یہ کہ اسرائیل اور عرب دنیا کو ایران کے حملوں خصوصاً ڈرون حملوں اور میزائل حملوں سے بچانا۔ دوم یہ کہ خطہ میں موجود امریکی فوجی اہلکاروں کو واپس اپنے گھروں کو جانے میں مدد دینا، کہ ان کی تیقینی جانوں کو

خطرناک ماحول سے نکال لیا جائے، کیونکہ امریکی کی جان 'قیمتی' اور 'مقدم' صحیحی جاتی ہے۔ بعد ازاں امریکی صدر جو باہمیں مشرق و سطھی کے دورے پر آئے تو بھی ان کے دورے کی اصل 'کاروباری ہم' ایران اور ایران کی وجہ سے خطے کے ممالک کو درپیش خطرات سے منسوب تھی۔ ان کے کلام و بیان میں ایرانی خطرے کی ایسی تکرار تھی کہ صاف لگتا تھا کہ یہ ترکیب کارگر رہے گی اور جو باہمیں کامیاب دورے کے بعد واپس جائیں گے۔ ان کی کامیابی میں اسرائیل کے حوالے سے معابرے کے تحت 'نار ملازیشن' کا عمل آگے بڑھانا اور خود امریکا کے لیے تو انکی یا مالیاتی اعتبار سے وسائل اور امکانات کو ممکن بنانا تھا کہ نومبر میں ہونے والے امریکی درمیانی مدت کے انتخابات میں ڈیموکریٹس کی جیت کا امکان پیدا کرنے کے لیے یہ ضروری تھا۔ بصورت دیگر ۷۳ فیصد تک گرجانے والے مقبولیت کے گراف کے بعد جو باہمیں اپنی جماعت کے لیے 'خطرناک' ہو چکے ہیں۔

صدر جو باہمیں کے دورے سے پہلے اور اس دورے کے دوران جو فضا بنائی گئی تھی، اس میں یہ بھی نظر آ رہا تھا کہ خطے میں جتنی ماحول اب زیادہ دور نہیں ہے کہ اسی صورت امریکی اسلئے کی فروخت کے امکانات بڑھیں گے اور امریکی مالیاتی مسائل میں کمی کی راہ ہموار ہو سکے گی۔

مبصرین اس اسرائیلی جاریت سے مقابلتاً زیادہ پچھلی ہوئی جنگ کا ماحول دیکھ رہے تھے۔ اسرائیل نے غزہ میں اسلامی جہاد کو بطور خاص نشانہ بنانا کر بقول اسرائیل ایرانی پر اسکی جنگ کو نشانہ بنایا ہے۔ ۱۹۸۱ء میں قائم ہوئے اسلامی جہاد گروپ کو فلسطین میں ایران کے زیادہ قریب سمجھا جاتا ہے۔ یہ گروپ اگرچہ حماس کے مقابلے میں ایک چھوٹا مراحتی گروپ ہے، مگر تصور یہ ہے کہ اسلئے کے اعتبار سے یہ کافی مضبوط گروپ ہے۔ البتہ حماس کی راکٹ ٹکنالوژی زیادہ دوستک مار کرنے والی ہے۔

اسرائیل نے اس ایرانی جماعت یافتہ گروپ کے سیاسی شعبے کے رہنماء سعدالسعدی کو چند دن قبل مقبوضہ مغربی کنارے سے گرفتار کیا تھا۔ بدقتی سے اس گرفتاری میں فلسطینی اتحاری اور اس کے سربراہ محمود عباس کی سہولت کاری کا بھی دخل تھا۔ یہ سہولت کاری انہوں نے جو باہمیں کے اسرائیل آنے سے پہلے اسرائیلی وزیر دفاع کے ساتھ اسی ملاقات میں طے کردی تھی کہ نہ صرف جو باہمیں کے دورے کے موقع پر امن کو بحال رکھا جائے گا بلکہ سکیورٹی کے سلسلے میں دو طرف تعاون

بھی برقرار رکھا جائے گا۔ اسی دو طرفہ تعاون کی تجدید نے اسرائیل کو اسلامی جہاد کے سیاسی شعبے کے اہم رہنماء سعد السعدی کی گرفتاری کا موقع دیا تھا۔

اسرائیل نے ایک جانب یہ اہم گرفتاری کی اور دوسری طرف خود غزہ پر چڑھائی کر دی کہ اس گرفتاری کے بعد اسے خطرہ تھا کہ اسلامی جہاد گروپ اسرائیل پر حملہ کر دے گا۔ اس حملے میں اگرچہ عام فلسطینی شہید، زخمی اور بے گھر ہوئے، مگر اسرائیل نے اسے صرف اسلامی جہاد کے خلاف حملہ قرار دیا کہ یہ ایرانی حمایت یافتہ گروپ ہے۔

اسرائیل کی یہ کوشش کامیاب رہنے کا امکان نہیں زیادہ تھا کہ ایران کے بارے میں اس طرح کی بات مشرق و سطحی میں آسانی سے فروخت کی جاسکتی تھی، جیسا کہ جو بانیوں نے بھی ایران کو ہی اپنا "کاروباری ہدف" بنایا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایران کی طرف سے سب اچھا قرار دیا جا رہا ہے، بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ خلطے کی ترقی واستحکام کے لیے ان مسلم ممالک کے درمیان تعلق کو سیاسی بہتری کے برعکس ان میں تصادم اور ٹکراؤ کو بڑھاوا دے کر امریکا نے اسرائیل کے لیے گنجائش اور سہولت پیدا کرنے کا موقع بنالیا ہے۔

اسرائیل کی ناجائز ریاست کو اس وقت نسبتاً زیادہ قبولیت کے قابل بنانے کا پیش کرنے کی کوشش جاری ہے۔ اس کے مقابلے میں عرب دنیا اور ایران کے درمیان خلیج کو پانٹنے کے بجائے انھیں مزید گہرا کیا جا رہا ہے۔ یقیناً اس صورت حال میں خلطے میں حقیقی امن واستحکام کا امکان بڑھانے کے بجائے کم کیا جا رہا ہے۔ یہ لڑاؤ اور حکومت کرہ کی پالیسی مشرق و سطحی کے وسائل پر نظر رکھنے اور اپنے لیے ایک اچھی خرچی مارکیٹ پیدا کرنے کے لیے معاون ہو سکتی ہے۔

اسی کو اسرائیل نے بروئے کار لاتے ہوئے ایرانی پرائیسی جگہ میں جوابی حملہ کا نام دیا۔ ابھی زیادہ بڑے حملے کی دھمکی اسرائیلی فوج نے اتوار کی رات ہونے والی جنگ بندی کے فوری بعد دے دی ہے۔ گویا امریکا اور اس کے حليف ممالک کی سرپرستی میں اسرائیل غزہ کو کبھی ایک بہانے سے اور کبھی دوسرے بہانے سے تباہ و بر باد کرنے کی کوشش کرتا رہے گا، اور یہ ان حالات میں کیا جاتا رہے گا کہ جب ایک طرف خلطے میں اسرائیل کے لیے نار ملائزش، کی مہم جاری ہے اور دوسری طرف فلسطینیوں کے خلاف جنگی کارروائیوں کا سلسلہ جاری ہے۔